سلطان صلاح الدین کی حیات مقدسہ کا ایک زریں ورق

(از مولوی عبدالعزیز صاحب بسکوہری متعلم جماعت پنجم مدرسہ رحمانیہ)

۵۵۰ھ میں مصر کی حالت۔ مصر میں خلفائے علوئین کا ٹمٹاتا ہوا چراغ گل ہونے کے قریب ہوگیا تھا۔ غافل خلیفہ عاضد لدین اللہ عیش ونشاط میں مخمور ہوکر عالم اسلامی کی کمزوری کا سبب بن رہا تھا۔ خود اس کی غفلت اور اندرونی کمزوری وشقاوت نے نصرانیوں کے حوصلے بہت بلند کردیئے تھے۔ ممالک اسلامیہ پر بڑھ بڑھ کے حملہ کرنا اور اس پر اپنا اقتدار جمانا معمولی بات ہوگئی تھی۔ اسی بلند حوصلگی نے بیت المقدس میں جو خونی سانحہ پیش کیا وہ ابھی اہل اسلام کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوا۔

اسی غفلت وعیش پرستی کا نتیجہ تھا کہ بہادر شاور جیسے عقلمند وزیر کے ہوتے ہوئے بھی مصر بغاوتوں سے نہ بچ سکا اور باغیوں نے اپنا اقتدار جما کر شاور کو خارج البلد کردیا۔ لیکن اسوقت شام میں نورالدین زنگی جیسا شجاع بادشاہ مظلوموں اور مصیبت زدہ لوگوں کی فریاد سننے والا موجود تھا۔ چنانچہ شاور نے وہاں پہنچکر امداد طلب کی۔ نورالدین کے دل میں حمیت واخوت کا بے پناہ جذبہ پیدا ہوا چنانچہ اس نے شاور کی امداد کیلئے ایک بڑی فوج اسدالدین اور صلاح الدین کی معیت میں مصر پر دھاوا بولنے کیلئے روانہ کیا۔ چنانچہ پھر مصر آزاد ہوکر شاور کے ماتحت ہوگیا۔ اور جب اس کی خبر خلیفہ عاضد کو پہنچی تو وہ اس ناگہانی امداد سے بہت خوش ہوا۔ اور اس کے عوض اسدالدین شیرکوہ کو منصب وزارت پر سرفراز کیا۔ لیکن اس کی زندگی نے زیادہ دن تک وفانہ کی اور وہ آخرکار انتقال کرگیا۔

سلطان صلاح الدین جیسے ہونہار نوجوان کی اولوالعزمی اور جوانمردی نے لوگوں کے دلوں پر پورا پورا قبضہ کرلیا تھا اور اس کی شجاعت اور دلیری سے بہت جلد لوگوں نے معلوم کرلیا کہ یہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔ اس کی فاتحانہ یلغار بتلارہی تھی کہ عنقریب عہد فاروقی جیسا دور آنے والا ہے کہ پھر بیت المقدس پر اسی طرح پرچم ہلالی لہراتا ہوا نظر آئیگا جیسا دور فاروقی میں لہرارہا تھا۔ اس کی زیرکی اور ہوشیاری سے معلوم ہورہا تھا کہ یہ نوجوان اس دور کا ثانی عمرو بن عاص اور ابوعبیدہ فاتح بیت المقدس بنے گا۔ یہی وجہ تھی کہ صلاح الدین بہت جلد خلیفہ عاضد کا وزیراعظم بنادیا گیا۔ مگر افسوس اندرونی بغاوت اور عیسائیوں کی زبردستی نے اسے مطلق آرام سے بیٹھنے نہ دیا اور ملکی معاملات کے غور وفکر نے ازحد پریشان کردیا تھا۔ ایکطرف نصاریٰ کی یہ خواہش کہ جلد از جلد تمام ممالک اسلامیہ پر قبضہ کرلیا جائے اور دوسری طرف اندرونی بغاوت اور اس کے خلاف سیاسی تحریکیں اور ادھر ہر طرف عیسائیوں کی فاتحانہ یلغار بتلارہی تھی کہ عنقریب یہ ملک جنگ کے شعلوں میں کودنے والا ہے اور جس سے ابتک جو کچھ اسلامی ممالک ہیں وہ بھی فنا ہوجائیں گے۔ سچ تو یہ ہے کہ صلاح الدین کے علاوہ اگر اور کوئی شخص ہوتا تو وہ اس پریشان کن حالات سے مرعوب ہوجاتا اور

اس کی ساری قوت زائل ہوجاتی۔ لیکن صلاح الدین جیسے بہادر شخص کے جبیں پر شکن تک نہ آیا اور نہ وہ ان باتوں سے مرعوب ہی ہوا۔ چنانچہ سب سے پہلے وہ بہت جلد اپنی ہوشیاری وشجاعت سے اندرونی بغاوتوں کو فرو کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ اور دمشق پر قبضہ کرکے اپنی قوت کو بڑھانے لگا۔ اور آہستہ آہستہ تمام بغاوتوں کا سدباب کردیا۔ اس کے بعد عیسائیوں کی طرف متوجہ ہوا جو کہ اسلامی ممالک پر قبضہ کرنے میں مشغول تھے۔ جب نصرانیوں کو اس کی بہادری اور دلیری کا علم ہوا تو وہ بہت گھبرائے اور بہت جلد اپنی قوت جمع کرکے اسلام کی بیخ کنی پر تیار ہوگئے۔

فتح ایلہ ۔ نصاریٰ کی اس فاتحانہ یلغار اور بیت المقدس کے خونی واقعات نے مسلمانوں میں اس طرح ضعف و کمزوری پیدا کردیا تھا کہ ان میں عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی بالکل طاقت باقی نہ رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اکثر مسلمان بلا کسی مزاحمت اپنے کو عیسائیوں کی غلامی میں دیدیتے تھے اور ان کا اقتدار قبول کرلیتے تھے۔ لیکن ہمارے اس نوجوان سلطان کی شجاعت وہمت نے بہت جلد مسلمانوں کے خیال پریشاں کو یکجا جمع کردیا اور ان میں بجائے ضعف وکمزوری کے ہمت واستقلال اور ایمانی قوت روز بروز ترقی کرنے لگی۔ وہ ان ملکوں کو جو ان کے ہاتھوں سے نکلکر عیسائیوں کے قبضہ میں چلے گئے تھے واپس لینے پر تیار ہوگئے۔ چنانچہ سلطان صلاح الدین ایک قلیل فوج مرتب کرکے نصرانیوں کی اس یلغار کو روکنے پر تیار ہوگیا۔ اور سب سے پہلے ایلہ کی طرف بڑھا جو کہ عیسائیوں کا ایک بہت بڑا فوجی مرکز تھا۔ اثنائے راہ میں شاہ فرانس کی بے شمار افواج سے جو کہ مسلمانوں کو کچلنے کیلئے آرہی تھی مڈبھیڑ ہوگئی۔ لیکن چونکہ سلطان کے دل میں ایمانی جہاد کا جذبہ تھا اور شہادت کیلئے مسلمانوں کو جوش دلا رہا تھا۔ اسلئے اس معمولی جماعت نے نہایت شجاعت واستقلال سے انکا مقابلہ کیا اور خدا کے فضل سے بہت جلد انکا خاتمہ کردیا۔ اور مسلمان فاتحانہ ایلہ میں داخل ہوگئے۔

اللہ اکبر اس فتح کے بعد نصاریٰ کی کیا حالت ہوئی ہوگی ان کے سامنے وہ ظلم وستم جو ان کی قوم نے بیت المقدس کے مسلمانوں پر کئے تھے کھڑے نظر آرہے ہوں گے وہ یقین کررہے ہوں گے کہ مسلمان ضرور اس کا بدلہ لیں گے یا تو وہ ہم کو ایک دم فنا کردیں گے اور یا ہم کو زبردستی دین مسیح سے محروم کرکے مسلمان کرلیں گے۔ لیکن ہمارے رحمدل سلطان نے ان کے ساتھ جو برتاؤ کیا اس کو تاریخ کبھی نہیں بھلا سکتی ہی نہیں کہ سلطان نے ان کے ساتھ احسان کیا بلکہ ان کے جان ومال کو محفوظ رکھکر اور ان کو آزادی کے ساتھ ویسا ہی حاکم بنا کر مصر واپس آگیا۔ اسی طرح کئی سال تک جنگ وغیرہ کرنے کے بعد جب سلطان نے دمشق اور مصر کے اطراف واکناف میں امن وامان قائم کردیا اور نصرانیوں کے تصرف سے اپنے ملکوں کو بچالیا۔ تو وہ اسی جہاد کی طرف متوجہ ہوا جس سے کئی سال سے مسلمانان عالم خون کے آنسو رو رہے تھے اور اپنی ناگفتہ بہ حالت اور سوئے قسمت پر آنسو بہا رہے تھے یعنی بیت المقدس کے آزاد کرانے کی فکر میں مشغول ہوگیا۔

بیت المقدس کی مختصر تاریخ ۔ یہی وہ متبرک مقام ہے جسکو خداوند قدوس نے اپنی رحمت ونعمت کیلئے چن لیا تھا یہی وہ مقام ہے جس کے اطراف واکناف سے حضرت موسیٰ اور ان کی قوم نے آکر اپنا قبلہ بنایا تھا اور حضرت عیسیٰ نے بھی انہی کی پیروی کرتے ہوئے اس کو قبلہ بنا کر مشرف کیا تھا۔ ایک زمانہ تک یہ متبرک مقام توحید کا گہوارہ بنا رہا

مگر افسوس زمانہ کے رد و بدل نے اس میں بھی اپنا برا اثر ڈالا اور بجائے توحید کے تثلیث اور شرک کا مقام بنکر رہ گیا۔ بجائے خدا پرستی کے عیسیٰ وعزیر کی پرستش ہونے لگی۔

آہ! وہی نصاریٰ جو لوگوں کو یہ تعلیم دیتے تھے کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال میں طمانچہ مارے تو دوسرا گال بھی اس کے سامنے کردو اور لوگوں کے سامنے رحمت و شفقت کا نمونہ بنکر آئے تھے مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے اس متبرک مقام حرم کو جنگ وجدل کا میدان بنالیا۔ لوگوں کو ظلماً قتل کردینا ثواب کا کام سمجھا جانے لگا اور خدا اور رسولؐ کی نافرمانی عین دین سمجھا گیا۔ اسلام آیا جس طرح اس نے اور عالم کو اپنی نور ہدایت سے منور کیا بیت المقدس کو بھی شرک وکفر سے پاک کیا۔ توحید کا علَم پھر اس کے بلند میناروں پر لہرانے لگا۔ لیکن کون جانتا تھا کہ برسوں توحید کا علَم لہرانے کے بعد پھر اس کے بلند میناروں پر تثلیث وکفر کا جھنڈا لہرائے گا اور اس کے متبرک مقاموں کو ظلم کا گہوارہ بنا کر موحدوں (مسلمانوں) کو بے دریغ ذبح کرکے اس کی صاف وشفاف زمین کو خونِ ناحق سے لالہ زار بنا دیا جائے گا۔ اور اس کے بلند میناروں والی مساجد مظلوموں کے خونوں سے گھٹنے تک بھر دیا جائیگا۔ چنانچہ وہ وقت آگیا۔ آہ! وہی نصاریٰ جو کبھی مسلمانوں کے ناموں سے کانپ رہے تھے کسی مسلمان کا سامنے آجانا ان کے لئے موت کا سبب ہوتا تھا لیکن اب وہ وہی تھے جو کہ مسلمانوں کی سستی وغفلت سے فائدہ اٹھا رہے تھے اور اس تاک میں تھے کہ کب مسلمانوں کے ایک متبرک مقام کو عیسائیت کا مرکز بنا کر تثلیث کا گہوارہ بنا دیا جائے۔

چنانچہ تمام دنیا کے عیسائیوں نے ایک پارلیمنٹ مقرر کیا اور جس میں بڑے بڑے لیڈر اور اہل دماغ جمع ہوئے اور جس میں یہ رائے پاس ہوئی کہ سب متفق ہوکر جلد از جلد بیت المقدس کو مسلمانوں سے لے لیا جائے۔ چنانچہ اس کے بعد عیسائیوں کی خفیہ تیاریاں ہونے لگیں اور بڑے بڑے نامی بادشاہوں نے زبردست امدادیں کیں اور بیت المقدس کے لینے کیلئے قسمیں کھائیں۔ چنانچہ اطراف واکناف سے بہت سے عیسائی بیت المقدس کے گرد جمع ہوگئے۔ مسلمان پہلے ہی سے بزدل اور سست ہوگئے تھے اس سیلاب عظیم کو کس طرح روکتے چنانچہ عیسائیوں نے ایک ہی حملہ کے بعد فصیل توڑ دیا اور اندر داخل ہوگئے۔ آہ یہ کیسا دردناک سانحہ تھا مسلمانوں کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا جس سے خود مدبرین نصاریٰ آجتک اس پر لعنت کرتے ہیں۔ مسلمان کبھی اس قسم کے ظلم وستم کو وہم میں بھی نہ لائے تھے وہ سمجھتے تھے کہ جس طرح وہ کبھی ہماری محکومی میں تھے ہم بھی اسی طرح ان کی محکومی میں رہیں گے۔ لیکن ان کا یہ زعم ووہم غلط نکلا چار پانچ دن تک بیت المقدس کو مباح کردیا گیا۔ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مسلمان قتل کئے جاتے تھے۔ جو مسلمان مسجد اقصیٰ ومسجد عمر میں پناہ گزیں تھے وہ سمجھتے تھے کہ ہم بچ جائیں گے اور وہ اس کو عبادت خانہ سمجھکر کچھ تعارض نہ کریں گے۔ مگر آہ ان تہذیب ورحم کے علمبرداروں نے ان عبادتخانوں کو بھی نہ چھوڑا۔ اور بے دریغ مسلمانوں کو تلواروں سے ذبح کردیا۔ وہ معصوم بچے جنھوں نے اپنی زندگی کی بہاریں بھی اچھی طرح نہ دیکھی تھیں۔ ان کو دیواروں اور فصیلوں پر بے جگری سے پٹخا گیا اور حاملہ عورتوں کے پیٹوں کو پھاڑ پھاڑ کر بچوں کو ذبح کیا گیا علماء اور مولویوں کو دھکتے ہوئے شعلوں میں جھونک دیا گیا۔ آہ وہ در ودیوار جس پر کبھی نور الٰہی سایہ فگن تھا۔ مظلوم مسلمانوں کے خون سے لالہ زار بن گئی۔ اور مسجد بیت المقدس میں برابر آٹھ دن

تک خون کا بازار گرم رکھا گیا۔ مورخین سب متفق ہیں کہ مسلمان شہداء کی تعداد ستر ہزار سے کچھ کم نہ تھی۔ ان کے علاوہ جو مسلمان بچ گئے اور نصاریٰ قتل کرنے سے تھک گئے ان کو حکم ہوا کہ وہ اپنے آپ کو چھت پر سے گرا کر ہلاک کر ڈالیں کیونکہ اب ان کو اس دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اللہ اکبر ان تہذیب کے علمبرداروں اور رحمت وشفقت کے پیغامبروں کو جن کا دعویٰ ہی یہ تھا کہ مذہب عیسائیت سراسر رحمت وشفقت کا مدعی ہے ان کا اور ان مسلمان فاتحین کا مقابلہ کیجئے کہ جن کا نصب العین ہی یہ تھا کہ عورتوں اور بچوں اور بوڑھوں کو مت چھیڑو جو مقابلہ کرے اس کا مقابلہ کرو اور جو ہتھیار ڈالدے اس کو امان دیدو۔ کیا اب بھی ان لوگوں کی آنکھ نہ کھلیگی جو سراسر مسلمان فاتحین پر جور وظلم کا اتہام لگاتے ہیں۔

جو مسلمان ادھر ادھر سے چھپ کر بچ گئے تھے وہ واویلا کرتے ہوئے اسلامی ممالک میں پہنچے۔ سب سے پہلے بغداد میں اس سے واویلا اور شور مچا۔ شعراء نے دل ہلا دینے والے مرثیے لکھے۔ مسلمانوں نے موجودہ خلیفہ ابو العباس کو ان مظلومین مسلمانوں کا بدلہ لینے پر زبردستی تیار کیا۔ اور لوگوں کے دلوں میں پھر جوش حمیت اور اخوت پیدا ہوا۔ ابو العباس نے ایک فوج مرتب کر کے قدس شریف کو روانہ کیا۔ مگر افسوس سوئے قسمت سے وہ بھی راستہ ہی میں ان تہذیب کے علمبرداروں اور پیغامبروں کے ہاتھوں سے فنا کر دیا گیا۔

سلطان کا عزم جہاد - یہ خونی واقعہ اور مظالم عیسائیہ کچھ ایسا واقعہ نہ تھا کہ جسکو مسلمان فراموش کر سکتے۔ چنانچہ سلطان صلاح الدین نے جبکہ اندرونی بغاوتوں کو رفع کر کے مامون اور مطمئن ہو گیا اور برسر اقتدار آگیا تو آہستہ آہستہ اس جہاد عظیم کی تیاری میں مشغول ہو گیا۔ لیکن یہ مرحلہ کوئی معمولی مرحلہ نہ تھا کہ آسانی سے طے کر دیا جاتا۔ نصرانیوں نے اس کی حفاظت کیلئے زبردست قوت پیدا کرلی تھی۔ دمشق اور بیت المقدس کے درمیان میں بہت سے مضبوط فوجی مراکز قائم کر دیئے تھے کہ جن کا سر کر لینا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ لیکن صلاح الدین ہی وہ بہادر شخص تھا جس کے ہاتھوں پھر بیت المقدس کے بلند میناروں پر پرچم ہلالی لہرانے والا تھا۔ خدا نے اس کو اسی لئے پیدا کیا تھا۔ چنانچہ سلطان سب سے پہلے ان مقامات کی طرف متوجہ ہوا جو کہ اس کی فاتحانہ یلغار کے روکنے کیلئے مضبوط کئے گئے تھے۔ چنانچہ سلطان ایک معمولی فوج کو لیکر بتوکل علی اللہ اس مقصد کے پورا کرنے کیلئے روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں بمقام بصرہ عیسائی لشکروں سے مقابلہ ہوا۔ اسلامی جانبازوں نے نہایت شجاعت اور بہادری سے ان کا مقابلہ کر کے بہت جلد ہی ان کو مغلوب کر لیا اور آگے جانے کا راستہ صاف کر لیا۔ شکست خوردہ عیسائیوں نے یہاں سے بھاگ کر قلعہ کرک میں پڑاؤ کیا۔ اور نہایت تندہی سے آئندہ جنگ کیلئے تیاری میں مشغول ہو گئے اور کئی لاکھ عیسائی مسلح ان خدائی خدمتگاروں کو فنا کرنے کیلئے ہر لمحہ مستعد اور منتظر نظر آنے لگے۔ لیکن جب ہمارا نوجوان سلطان وہاں پہنچا اور اگرچہ اس کی قوت بہت کمزور تھی اور عیسائی کئی گنا زیادہ تھے۔ لیکن چونکہ عیسائیوں نے اس جانباز کا حیرت انگیز کارنامہ دیکھ لیا تھا اور گذشتہ واقعات ان کے سامنے تھے۔ سلطان کو دیکھتے ہی وہ گھبرا گئے اور ایک معمولی ہی جھڑپ میں ان کی ساری طاقت زائل ہو گئی اور ہتھیار ڈالدیئے۔ سلطان شاداں وفرحاں خدا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بیت المقدس کی طرف نہایت

تیزی سے روانہ ہوا۔

واقعہ حطین اور جذبہ ایمانی کا حیرت انگیز نظارہ۔ ان پے در پے شکستوں سے عیسائیوں میں ایک تہلکہ مچ گیا شکست خوردہ عیسائی اپنے بڑے بڑے ممالک میں پہنچے اور شور و واویلا کرنے لگے۔ اور کہنے لگے کہ اگر کچھ اور دن یوں ہی مسلمانوں کو نہ روکا گیا تو ضرور عنقریب ہم کو بری طرح سے پیس ڈالیں گے اور اپنے قدموں سے ہمارے متبرک قدس کو خراب کر ڈالیں گے۔ پادریوں نے ہاتھوں میں صلیب کو اٹھا اٹھا کر لوگوں کو جوش دلایا اور مسیحؑ کے نام پر قربان ہو جانے کی دعوت دی۔ بڑے بڑے بادشاہوں کے پاس امدادی خطوط روانہ کئے۔ چنانچہ ان کے مردہ جسموں میں پھر جوش موجزن ہوا۔ اور انھوں نے اب کی مرتبہ ایک دم مسلمانوں کے کچل ڈالنے کا تہیہ کر لیا۔ پرنس ارناطا اور ملک جعفری جیسے عظیم الشان بادشاہوں کی زیر قیادت نصارٰی مقام حطین میں جمع ہوگئے اور نہایت مستعدی سے آنے والے مسلمانوں کا انتظار کرنے لگے۔ اللہ اکبر کتنا زبردست مقابلہ تھا غزوہ تبوک کا نقشہ سامنے تھا مسلمان ان کے سامنے بکری و بھیڑ سے کچھ زیادہ حیثیت نہ رکھتے تھے۔ لیکن خدا کا کلام كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ حق تھا۔ (یعنی بہت سی تھوڑی جماعتوں نے بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے فتح پائی ہے۔) اور اہل حق کے ساتھ اس کی امداد ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ مسلمانوں نے نہایت ہمت سے اللہ کا نام لیکر زبردست حملہ کیا۔ انھوں نے بھی سمجھ لیا تھا کہ یا تو آج ہم ناموس حق پر قربان ہو کر آئندہ نسلوں کیلئے مثال قائم کر دینگے یا ان کافروں کو واصل جہنم کر کے ان گھروں کو کفر و شرک سے پاک کر کے توحید کا گہوارہ بنا دینگے۔ چنانچہ ایک ہی حملہ میں کفار کے دانت کھٹے ہوگئے ان کے سامنے موت کا نقشہ آگیا لیکن نصارٰی بھی مرنے اور کٹنے پر تیار تھے وہ بھی سمجھتے تھے کہ اگر ہم مرگئے تو خدا و مسیح ہم سے خوش ہوگا اور اگر زندہ رہے تو ان مسلمانوں کو مار مار کر دنیا سے ختم کر دینگے۔ اور پھر یہ یروشلم میں داخل نہ ہونے پائیں گے۔ چنانچہ انھوں نے بھی اس حملے کو نہایت ہمت اور استقلال سے روکا اور اس کے بعد ایسا زبردست جوابی حملہ کیا کہ مسلمانوں کو پیچھے بہت دور تک ہٹا دیا۔ لیکن سلطان ان کو ہر دم جوش دلا رہا تھا اور صحابہ کرام کے واقعات سنا سنا کر ان کے دل کو بڑھا رہا تھا۔ انھوں نے بھی اس حملہ کو اپنے سینہ پر لیا اور ایسا منہ توڑ اور جگر سوز فلک شگن نعرہ کے ساتھ جوابی حملہ کیا کہ ان کو بھی پیچھے ہٹا دیا اور کچھ جماعتیں حطین پہاڑ پر چڑھ کر پھرتی سے ان کے لہراتے ہوئے صلیبی جھنڈے کو سرنگوں کر دیا اور محافظ صلیب کو قتل کر دیا یہ دیکھکر عیسائی اس طرح گھبرائے کہ ان کے قدم نہ سنبھل سکے اور وہ شکست کھا کر بھاگے۔ مسلمانوں نے بہت دور تک انکا تعاقب کیا اور لاکھوں آدمیوں کو قتل کر دیا اور کئی ہزار فوجوں کو گرفتار کر لیا۔ آجتک کوئی مورخ ان مقتولین عیسائیوں کی صحیح تعداد نہ بتلا سکا۔ لیکن اتنا کہا جاتا ہے کہ نصارٰی اس قدر قتل کئے گئے تھے کہ سالہا سال تک حطین کی زمین ان کے خون سے رنگی ہوئی تھی۔ اور ایک عرصہ دراز تک ان کی ہڈیوں کا ایک انبوہ کثیر لگا ہوا تھا۔ اور مسلمانوں کے قبضے میں اسقدر قیدی تھے کہ ایک ایک تنہا سپاہی تین تین اور چار چار سو قیدیوں کی حفاظت کر رہا تھا اور مسلمان صرف ڈیڑھ یا دو سو شہید ہوئے جن کو سنت کے مطابق دفنا کر اللہ کے سپرد کر دیا گیا۔

صبح ہوتے ہی تمام قیدی سلطان کے سامنے پیش کئے گئے جن میں اکثر بڑے بڑے متمرد اور سرکشوں کو واصل

جہنم کردیا گیا۔ اس کے بعد سلطان کیلئے پیشقدمی کرنے کا راستہ صاف ہوگیا۔ اور اس طرح اب عیسائیوں سے زیادہ خوف نہ رہا۔

اب جبکہ ہمارا نوجوان سلطان ان تمام مہموں سے فارغ ہوگیا اور بیت المقدس کے اطراف واکناف کے قلعوں پر قابض اور متصرف ہوگیا اور مصر سے کچھ امدادی جنگی بیڑہ بھی منگالیا تو بسم اللہ کرکے جانب قدس روانہ ہوا۔ اور نہایت اطمینان وسکون سے بیت المقدس پہنچکر مغربی جانب خیمہ زن ہوا۔ اور آئندہ آنے والی صلیبی جنگ کے لئے نہایت استقلال سے تیار ہوگیا۔

صلیبی جنگ۔ جب سلطان بیت المقدس پہنچا تو اس وقت بیت المقدس میں عیسائی فوج کم وبیش ایک لاکھ مسلح موجود تھی اور ان کا مذہبی پیشوائے اعظم بطرس اور نامی گرامی سردار بالیان ابن بیرزان بھی موجود تھا اور لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر ابھار رہا تھا۔ جب ان کو مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے اس بات پر کہ پھر قدس شریف پر مسلمانوں کا قبضہ ہوجائے مرجانے کو پسند کیا چنانچہ انھوں نے مال اور اولاد سے بے پرواہ ہوکر اس سختی سے تیاری شروع کی کہ اس سے پہلے اس طرح انھوں نے تیاری نہ کی تھی اور بہت جلد قلعہ کو کامل طور پر مضبوط کرلیا جس سے مسلمانوں کا کامیاب ہوجانا محال نہیں تو ناممکن ضرور نظر آرہا تھا۔ کئی دن تک مسلمان محاصرہ کئے ہوئے تھے لیکن کسی طرف سے قلعہ پر یورش کرنے کا موقعہ نہ ملتا تھا۔ اتفاقاً ایک روز مسلمانوں کی ایک عیسائی دستہ سے مڈبھیڑ ہوگئی جس میں اسلامی مقدمۃ الجیش کا افسر شہید ہوگیا اس خبر سے تمام مسلمانوں میں زبردست ہیجان پیدا ہوگیا اور وہ نہایت جوش وخروش سے فیصلہ کن جنگ لڑنے کو تیار ہوگئے چنانچہ نہایت غور وخوض کرنے کے بعد انھوں نے قلعہ کے شمالی جانب مورچہ قائم کیا اور رات ہی رات منجنیقین وغیرہ نصب کردی گئیں تاکہ صبح ہوتے ہی عام حملہ بولدیا جائے۔ چنانچہ علی الصبح ہی نماز کے بعد جنگ کا بازار گرم ہوگیا۔ اور تیروں پتھروں کی بارش شدت سے شروع ہوگئی۔ ہر شخص دین کی حمایت میں جی توڑ کوشش سے لڑ رہا تھا۔ تین دن تک مسلسل جنگ کے بعد بھی کوئی فیصلہ نہ ہوسکا اور نہ فصیل میں کچھ نقص ہی آیا۔ آخرکار چوتھے دن زبردست معرکہ ہوا جس میں عزیزالدین عیسیٰ بن مالک کی شہادت نے مسلمانوں کے دلوں میں اور ہی غضب پیدا کردیا اور مسلمان اس بے جگری سے لڑے کہ عیسائیوں کو مار مار قلعہ کے اندر تک پہنچادیا۔ اگر نصاریٰ عجلت سے کام نہ لیتے اور فوراً دروازہ نہ بند کرلیتے تو آج ہی معاملہ ختم تھا۔

فتح قدس شریف۔ اس کامیاب حملہ کے بعد مسلمانوں کے حوصلے بہت بلند ہوگئے اور عیسائیوں پر خوف ودہشت کے آثار نمایاں ہونے لگے اب انھوں نے سمجھ لیا کہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنا ہلاکت اور موت کی دعوت دینی ہے اس لئے اکثر سرداروں نے مشورہ دیا کہ بجائے جنگ کے مسلمانوں کو شہر حوالہ کرکے قسمت کا فیصلہ دیکھنا چاہیے۔ اگرچہ اکثر لوگوں نے اس کی مخالفت کی اور اس پر موت کو ترجیح دی۔ بالآخر کثرت آرا سے صلح کرنے پر تیار ہوگئے چنانچہ ان کا سردار بالیان ابن بیرزان سلطان کے پاس آیا اور صلح کی درخواست پیش کی۔ لیکن سلطان کے سامنے گذشتہ واقعات کا نقشہ کھنچا ہوا تھا اس لئے فوراً کہدیا لا افعل بکم الا کما فعلتم باھلہ من ملکتموہ ۔۔

یعنی جس طرح سے تم نے جبکہ اس پر قابض ہوئے تھے مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ کیا تھا ہم بھی تمہارے ساتھ وہی برتاؤ کرینگے کیونکہ اسلام نے فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْہِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ (یعنی جو تم پر زیادتی اور ظلم کرے تم بھی ان سے اسی قسم کا بدلے سکتے ہو) کی اجازت دی ہے۔ یہ سنکر بالیان بہت پیچ و تاب کھانے لگا اس نے کہا کہ اے امیر تو سچ جان مسیح کی قسم اگر تو لڑائی سے باز نہ آئے گا تو ہم اپنے تمام مال و اولاد کو اور شہر کو جلا ڈالیں گے اور جو مسلمان ہماری قید میں ہیں ان کو بھی بری طرح سے تلواروں سے ذبح کر ڈالیں گے اور تمہاری متبرک مسجدوں کو تباہ و برباد کر ڈالیں گے پھر ہم تیار اور سینہ سپر ہو کر تم سے لڑینگے۔ پھر یا تو خود ہی فنا ہو جائیں گے اور یا تم کو شکست دیدینگے۔ فتح کی حالت میں تم کو سوائے خاک اور راکھ کے کچھ نہ ملیگا۔ چنانچہ سلطان نے نہایت غور و فکر کے بعد صلح کو اس شرط پر قبول کیا کہ دس دینار فی مرد اور پانچ دینار فی عورت اور دو دینار بچے فدیہ ادا کریں۔ چنانچہ یہ شرط بھی قبول کر لی گئی اور اس کے بعد مسلمان شاداں و فرحاں بیت المقدس میں داخل ہوگئے اور اس کے درودیوار سے پھر ویسی ہی توحید کی صدا بلند ہونے لگی۔ اور دور فاروقی کا سماں نظر آنے لگا۔

اللہ اکبر ایک زمانہ تھا کہ عیسائیوں نے فتح کے وقت مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے وہ بھی اہل دنیا کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہوا ہے لیکن جب ہمارے رحمدل بادشاہ نے اس پر قبضہ کیا تو جو رواداری اس نے عیسائیوں کے ساتھ کی ہے وہ بھی اسلام کی چمکتی ہوئی تعلیم کا ایک خاص اثر ہے۔ جس سے اسلام کی خصوصیت اور فضیلت اور زیادہ ظاہر ہوتی ہے یہی نہیں بلکہ میں کہونگا کہ مسلمانوں کا کوئی ایسا واقعہ نہیں کہ جس میں انھوں نے مفتوحین کے ساتھ ظلم اور جور سے کام لیا ہو۔

عیسائی دنیا کی سلطان کیخلاف متفقہ جنگ ۔ مسلمانوں کا بیت المقدس کو فتح کر لینا ایسا کوئی معمولی واقعہ نہ تھا کہ عیسائی اس کو بھول جاتے۔ نصرانیوں کو جب اس کی خبر ہوئی تو دنیا میں عجیب نظارہ پیدا ہوگیا۔ پادریوں نے ماتمی لباس پہنکر واویلا مچانا شروع کر دیا اور منگھڑت قصے سنا سنا کر ایک عجیب کشمکش پیدا کر دی۔ حضرت عیسیٰ کی ایسی ایسی تصویریں بنائی گئیں کہ جس کو عربی اسلامی گھوڑے روندرہے تھے۔ پادری انجیل کو ہاتھوں میں اٹھا کر اور مسیح کا نام لیکر لوگوں میں غصہ اور جوش کے جذبے پیدا کر رہے تھے لوگوں کو اس بہادر سلطان کے خلاف کرنے پر آمادہ کر رہے تھے چنانچہ اس کا یہ اثر ہوا کہ تمام دنیا کے عیسائی مسلمانوں کو نیست و نابود کر دینے پر تیار ہوگئے اور مسیح کی قسمیں کھالیں اور تمام گذشتہ صدمات و واقعات کو بھول کر ایک متفقہ محاذ قائم کرنے پر متفق ہوگئے۔ لیکن اس جنگ کے لئے بہت روپیوں اور ہتھیاروں کی ضرورت تھی۔ اسلئے ہر شخص پر بلا امتیاز ٹیکس لگایا گیا اور ہر مال کا دسواں حصہ وصول کیا گیا اور اس کو صلاح الدین ٹیکس کے نام سے مشہور کیا گیا۔ ولیم آرچ بشپ نے اس مقصد کے لئے انگلستان اور فرانس کو صلیب کے اٹھانے پر باہم ملا دیا اور جرمن و ایطالیہ وغیرہ کو بھی دعوت جنگ دیکر اسلامی دنیا کو فنا کرنے کیلئے ایک زبردست محاذ جنگ قائم کر لیا چنانچہ سب سے پہلے جرمن نے سلطان کو خط لکھا اور بیت المقدس کے چھوڑ دینے پر اصرار کیا اور بصورت

عدم تعمیل آئندہ ہیبتناک جنگ سے ڈرایا۔ اور اسی مضمون کا اطالیہ اور فرانس سے بھی دھمکی کا خط آیا۔ لیکن سلطان پر اس دھمکی کا کچھ اثر نہ ہوا اور اس نے اللہ پر بھروسہ کرکے ویسا ہی منہ توڑ جواب دیا اور آئندہ آنے والی جنگ کیلئے سینہ سپر ہوکر تیار ہوگیا۔ شاہ جرمن یہ خط پاتے ہی آگ بگولہ ہوگیا اور ایک لاکھ لشکر جرار لیکر آسٹریا اور ہنگری کو ملاتا ہوا سلطان سے جنگ کرنیکے لئے روانہ ہوا۔ اسی طرح جب یہ خبر انگلستان و فرانس وغیرہ میں بھی پہنچی تو انھوں نے بھی اپنی اپنی فوج کو لیکر اٹلی وجینوا وغیرہ کو ملاتے ہوئے جرمنی کی امداد کیلئے روانہ ہوئے اور مقام عکا پہنچکر مسلمانان عکا کا محاصرہ کرلیا۔ اور سلطان کو لڑنے پر مجبور کردیا۔

مگر اللہ اکبر اس شیر مرد سلطان کے استقلال میں ذرہ بھر بھی فرق نہ آیا اور نہ اس کی پیشانی پر دہشت اور خوف کے آثار نمایاں ہوئے لیکن جبکہ بیت المقدس اور عکا کی فوجوں کا حال معلوم ہوا کہ وہ ابھی سے لڑائی سے بزدل ہو رہی ہیں اور لڑنے سے دل چرا رہی ہیں تو البتہ وہ کسی قدر مغموم نظر آنے لگا۔ رات بھر اس کو نیند نہ آتی تھی اور ہر وقت خدا کے دربار میں عجز و انکساری سے سر جھکائے ہوئے گڑگڑا رہا تھا کہ اے میرے منعم حقیقی کیا تو اپنی اس نعمت عظمیٰ کے عطا کرنے کے بعد پھر اس ارض مقدس کو ان لوگوں کو دیدیگا جو پھر اس متبرک دیار کو مظلوموں کے خون سے رنگین کرینگے اور اس کے بلند میناروں پر ابراہیمی پھریرا لہرانے کے بعد تثلیث کا پھریرا اڑائیں گے اور اس کی فصیلوں پر پاک خوبصورت صورتوں کے بجائے منحوس صورتیں متحرک نظر آئیں گی۔ اور کیا پھر ان مسجدوں میں تیری اذان کے بجائے ناقوس اور گھنٹوں کی آوازیں سنائی دیں گی۔ نہیں نہیں مولا تیری ذات کی قسم جب تک میرے قدموں میں استقلال ہے اور بازو میں قوت ہے میں ان کافروں کا مقابلہ کرکے تیری اس ارض مقدس کو بچاؤں گا خواہ میرا لشکر میرا ساتھ چھوڑدے لیکن میں تن تنہا ان کا مقابلہ کروں گا۔ اور تیری راہ میں قربان ہوجاؤں گا۔ پس میرے قدموں میں قوت اور استقلال دے آمین۔

چنانچہ صبح ہوتے ہی نماز سے فارغ ہوکر اللہ کا نام لیکر اپنے جان نثاروں اور جانبازوں کے ہمراہ روانہ ہوجاتا ہے۔ جب اسکی اطلاع اور اسلامی سرداروں کو ہوئی تو وہ بھی اپنی اپنی فوجوں کو لیکر سلطان کی امداد کیلئے نکل پڑتے ہیں۔ سلطان ان سب کو لیکر عکا پہنچ جاتا ہے۔ پہنچتے ہی عیسائی فوجوں کا محاصرہ کرلیا اور عام ہلہ بولدیا ادھر سے سلطان کی فوج اور ادھر سے محصور مسلمانوں کی بے جگری سے عیسائیوں پر پے درپے حملے . . . . . کئی دن تک یوں ہی بلا فیصل معرکہ رہا اور کچھ فائدہ نہ ہوا لیکن جمعہ کے بعد مسلمانوں نے فیصلہ کن حملہ کیا جس سے کفار گھبرا گئے اور پیچھے ہٹے مسلمانوں نے اس کو غنیمت سمجھا اور پے درپے اس زور سے حملہ کیا کہ وہ بالکل پست ہوگئے۔ اور اپنے خیموں میں گھس کر سوائے مدافعت کے اور حملہ کرنے کے بالکل قوت باقی نہ رہی۔ اس غیر مترقبہ فتح سے مسلمان اس طرح خوش ہوئے کہ ان کا سارا جوش ختم ہوگیا اور عیسائیوں کی طرف سے غافل اور بے توجہ ہوگئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں نے اس موقع کو غنیمت جان کر اچانک ایسا زبردست حملہ کیا کہ جس سے اسلامی قلب کی فوج گھبرا گئی اور وہ شکست کھاکر بھاگ نکلی۔ سلطان نے جب یہ ماجرہ دیکھا اور یوں فتح کو شکست میں تبدیل ہوتے ہوئے

دیکھکر گھبرایا نہیں بلکہ نہایت عجلت اور ہوشیاری سے بقیہ فوج کو اپنے قبضہ میں کرلیا اور جسوقت عیسائی مسلمانوں کو شکست زدہ سمجھکر لوٹ مار میں مشغول ہوئے سلطان نے اچانک ان پر عقب سے حملہ کردیا جس سے عیسائی اس اچانک حملہ سے گھبرا گئے اور اس طرح فوری رنگ بدلتے دیکھکر اس طرح حواس باختہ ہوئے کہ انھیں اپنی خبر نہ رہی اور سر پر پاؤں رکھکر بھاگے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو اس طرح مارا کہ عکا کا سارا میدان مقتولین سے بھر گیا اور جو بچے یا تو سامنے دریا میں غرق ہوگئے اور اکثروں کو مسلمانوں نے قید کرلیا۔ سبحان اللہ یہی واقعہ ایسا تھا کہ جس سے تمام ممالک عیسائیہ کی قوت کمزور ہوگئی پھر ان میں اتنی ہمت نہ رہی کہ مسلمانوں سے جنگ کریں۔

اللہ اکبر یہ سلطان ہی کا کارنامہ تھا کہ اس طرح سے شکست خوردہ فوجوں کو نہایت عجلت سے جمع کرکے قبضہ میں کرلیا اور فتحمند عیسائیوں کو بہت جلد شکست میں تبدیل کردیا۔ جس سے سلطان کی دھاک تمام دنیا میں پھر اسی طرح بیٹھ گئی جو اس سے پہلے تھی عیسائیوں کو سلطان کی اولوالعزمی اور ہمت معلوم ہوگئی۔ اور انھوں نے سمجھ لیا کہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنا کچھ آسان نہیں ہے تو انھوں نے سلطان سے معافی مانگی اور تاوان جنگ بھی دینے پر راضی ہوگئے اور باہم صلح کرلی اس کے بعد سلطان نے تمام ملک میں منادی کرادی کہ آج سے ہر شخص آزادی کے ساتھ ہر ملک میں بے خطر آجا سکتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ صلاح الدین ہی کی وہ شخصیت تھی کہ جس نے عالم اسلامی کو ایک بہت بڑے حادثہ عظیم سے بچالیا اور دوبارہ بیت المقدس میں ظلم وجور مٹا کر عہد فاروقی جیسا سماں پیدا کردیا۔ میں کہونگا کہ جس طرح حضرت فاروق اعظم رضؓ کا نام مبارک تا قیامت زندہ رہیگا اسی طرح اس نامور سلطان کا نام مبارک بھی تا قیامت لوگوں کی نظروں سے اوجھل نہ ہوگا۔

ناظرین اس مجاہد کبیر کی زندگی کا یہ مختصر سا نقشہ پیش کرکے "پدرم سلطان بود" کا اظہار مقصود نہیں۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ ؎

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را ؎ گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

اطلاع۔ پچھلے پرچے میں نکاح محمدی کو ارکے ٹکٹ میں مفت بھیجنے کا اعلان کیا گیا تھا جس پر بکثرت درخواستیں آئیں۔ بعض لوگوں نے کئی کئی کتابوں کیلئے ٹکٹ یا منی آڈر بھیجے۔ جن کے پاس ایک کتاب اور اسی کتاب میں ان کے بقیہ ٹکٹ واپس کردیے گئے ہیں اطلاعاً لکھا جاتا ہے۔ ہاں اب . . . .

حزب المقبول مترجم کی جن اصحاب کو ضرورت ہو چھ پیسے کے ٹکٹ محصول ڈاک کے بھجوا کر مفت طلب فرمالیں۔ محترم مہتمم صاحب نے اسے سہ بارہ بطور وقف تقسیم کرنے کیلئے چھپوالیا ہے ایک سے زیادہ نہ منگوائیں ورنہ ٹکٹ واپس کردیے جائیں گے۔ ہاں قیمتاً جو صاحب منگوانا چاہیں وہ ہر کی قیمت پھر اس پتہ سے طلب کرلیں دفتر اخبار محمدی دہلی۔ مفت منگوانے کا پتہ یہ ہے۔

مہتمم صاحب مدرسہ رحمانیہ۔ صدر دہلی